اللہ کی نظر میں کامیاب کون ہے؟
تحریر: شیخ مقبول احمد سلفی حفظہ اللہ
اسلامک دعوۃ سنٹر، مسرہ۔طائف

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

اللہ کی نظر میں کامیاب کون ہے؟

دنیا میں آنے والا ہر آدمی خود کو کامیاب بنانا چاہتا ہے اور کامیابیوں کی حصولیابی کے لئے ہر ممکن جتن کرتا ہے اور جب من مرضی کی چاہت پوری ہو جاتی ہے تو سمجھتا ہے کہ وہ اب کامیاب ہو گیا۔لوگوں کی طبیعتیں مختلف ہیں اس لئے ان کی کامیابیوں کے معیار و پیمانے بھی الگ الگ ہیں۔کسی کی نظر میں ماؤنٹ ایوریسٹ چڑھنا کامیابی ہے، کسی کی نظر میں بین الاقوامی کھلاڑی بننا کامیابی ہے، کسی کی نظر میں فلمی اکٹر بننا کامیابی ہے، کسی کی نظر میں ڈاکٹر، انجینئر، سائنس داں، پروفیسر، سیاسی قائد اور وکیل وجج بننا کامیابی ہے۔غرضیکہ ہر کوئی اپنے ذوق وچاہت کی تکمیل کو کامیابی سمجھتا ہے اور دنیا والے بھی شہرت ونا موری والے مقام ومرتبہ کو پانا کامیابی سمجھتے ہیں۔سوال پیدا ہوتا ہے کہ لوگ جس کو کامیابی سمجھتے ہیں کیا وہ انسان کی اصل کامیابی ہے اور ایسے لوگ واقعی کامیاب کہلانے کے لائق ہیں؟اس سوال کا جواب دنیا بنانے والے خالق اور دنیا میں انسانوں کو بھیجنے والے مالک سے جانتے ہیں کہ اس کا کیا جواب ہے؟

جواب معلوم کرنے سے پہلے انسانی تخلیق کا مقصد یا انسانوں کا دنیا میں آنے کا مقصد جان لیتے ہیں تاکہ جواب سمجھنے میں آسانی ہو۔اللہ کا فرمان ہے:

وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْإِنسَ إِلَّا لِيَعْبُدُونِ(الذاریات:56)

ترجمہ: میں نے جنات اور انسانوں کو محض اسی لئے پیدا کیا کہ وہ صرف میری عبادت کریں۔

اور دوسری جگہ ارشاد ہے: الَّذِي خَلَقَ الْمَوْتَ وَالْحَيَاةَ لِيَبْلُوَكُمْ أَيُّكُمْ أَحْسَنُ عَمَلًا ۚ وَهُوَ الْعَزِيزُ الْغَفُورُ (الملك:2)

ترجمہ: جس نے موت اور حیات کو اس لئے پیدا کیا کہ تمہیں آزمائے کہ تم میں سے اچھے کام کون کرتا ہے اور وہ غالب، بخشنے والا ہے۔

ان دو آیات کے ذریعہ دنیا میں آنے کے دو اہم مقاصد معلوم ہوئے، ایک تو یہ ہے کہ ہم اللہ کی عبادت کے لئے پیدا کئے گئے ہیں یعنی ہمیں اس دنیا میں اللہ کے اوامر کی بجاآوری کرنی ہے اور نواہی سے اجتناب کرنا ہے۔ دوسرا مقصد یہ ہے کہ دنیا میں ہمیں بطور آزمائش بھیجا گیا ہے، یہاں ہمیں اچھا اور برا دونوں راستے بتلا دئے گئے، اس میں ہماری آزمائش یہ ہے کہ برائی سے بچتے ہوئے اچھے راستے پر چلیں تاکہ انجام بھلا ہو۔ ویسے برائی والا راستہ بھی اختیار کر سکتے ہیں مگر اس کا انجام برا ہے۔

مقصد حیات کو سامنے رکھتے ہوئے آل عمران کی مندرجہ ذیل آیت ملاحظہ فرمائیں۔ فرمان الہی ہے:

كُلُّ نَفْسٍ ذَائِقَةُ الْمَوْتِ ۗ وَإِنَّمَا تُوَفَّوْنَ أُجُورَكُمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ ۖ فَمَن زُحْزِحَ عَنِ النَّارِ وَأُدْخِلَ الْجَنَّةَ فَقَدْ فَازَ ۗ وَمَا الْحَيَاةُ الدُّنْيَا إِلَّا مَتَاعُ الْغُرُورِ (آل عمران:185)

ترجمہ: ہر جان موت کا مزہ چکھنے والی ہے اور قیامت کے دن اپنے بدلے پورے پورے دئے جاؤ گے،

پس جو شخص آگ سے ہٹادیا جائے اور جنت میں داخل کر دیا جائے بے شک وہ کامیاب ہو گیااور دنیا کی زندگی تو صرف دھوکے کی جنس ہے۔

اب بات بالکل واضح ہو گئی اور مذکورہ سوال کا جواب سامنے آگیا کہ لوگ جس دنیا میں اپنی اپنی چاہتوں کی تکمیل کو کامیابی سمجھ رہے وہ دھوکے میں ہیں کیونکہ یہ دنیا خود ہی دھوکے والی ہے، یہاں سے تو سب کو مر کر نہ ختم ہونے والی دنیا کی طرف کوچ کر جانا ہے جہاں ہمارے اچھے اور برے تمام عملوں کا بدلہ دیا جائے گا۔ جو اچھے عملوں کی وجہ سے جہنم سے بچا لیا جائے گا اور جنت میں داخل کر دیا جائے گا در اصل وہی اللہ کی نظر میں کامیاب ہے۔

اس بات کو اللہ نے ایک جگہ یوں بیان کیا ہے ، فرماتا ہے :فَمَن ثَقُلَتۡ مَوَٰزِينُهُۥ فَأُوْلَٰٓئِكَ هُمُ ٱلۡمُفۡلِحُونَ (المومنون:102)

ترجمہ: جن کی ترازو کا پلڑا بھاری ہو گیا وہ تو نجات پانے والے ہو گئے۔

اور ایک دوسری جگہ ارشاد فرمایا ہے: وَوَقَاهُمۡ عَذَابَ ٱلۡجَحِيمِ، فَضۡلًا مِّن رَّبِّكَ ۚ ذَٰلِكَ هُوَ ٱلۡفَوۡزُ ٱلۡعَظِيمُ (الدخان:5756)

ترجمہ: انہیں اللہ نے دوزخ کی سزا سے بچادیا، یہ تیرے رب کا فضل ہے، یہی سب سے بڑی کامیابی ہے۔

اور ایک مقام پر اللہ جل شانہ اس طرح بیان کرتا ہے: مَّن يُصۡرَفۡ عَنۡهُ يَوۡمَئِذٖ فَقَدۡ رَحِمَهُۥۚ وَذَٰلِكَ ٱلۡفَوۡزُ ٱلۡمُبِينُ (الانعام :16)

ترجمہ: جس شخص سے اس روز وہ عذاب ہٹا دیا جائے تو اس پر اللہ نے بڑا رحم کیا اور یہ صریح کامیابی ہے۔

ان ساری آیات کی روشنی میں یہ معلوم ہو گیا کہ اللہ کی نظر میں سب سے بڑی کامیابی جہنم اور اس کے عذاب سے بچ جانا اور جنت میں داخل ہو جانا ہے۔اب ساتھ ساتھ یہ بھی جان لیتے ہیں کہ ایسے لوگوں کی کیا پہچان ہے جو آخرت میں کامیاب ہونے والے ہیں یعنی وہ کون لوگ ہوں گے جو جہنم سے بچا لئے جائیں گے اور جنت میں داخل کئے جائیں گے؟

اس کا مختصر جواب یہ ہے کہ جو بھی حقیقی ایمان والا ہوگا اور ایمان کا تقاضہ پورا کرتا ہوگا وہ آخرت میں کامیاب ہونے والا ہوگا جس کا ذکر اللہ تعالی سورہ مومنون کی پہلی ہی آیت میں کیا ہے اور اس کے بعد مومنوں کے کیا صفات ہیں انہیں بیان کیا ہے۔اللہ مومنوں کو کامیابی کی بشارت سناتے ہوئے کہتا ہے: "قَدۡ أَفۡلَحَ ٱلۡمُؤۡمِنُونَ "یعنی یقینا ایمان لانے والوں نے کامیابی حاصل کرلی۔

اور نبی ﷺ کا فرمان ہے: يا أيُّها النَّاسُ قولوا: لا إلهَ إلَّا اللهُ تُفلِحوا(صحیح ابن حبان:6562)

ترجمہ: اے لوگو! تم لاالہ الااللہ کہہ دو کامیاب ہو جاؤ گے۔

ایمان کے ساتھ ہر چھوٹی بڑی نیکی آخرت میں کام آئے گی اور کامیابی دلانے میں مدد کرے گی، یہاں ان سارے اعمال کا احاطہ ناممکن ہے تاہم چندان اعمال صالحہ کا ذکر کردیتا ہوں جن میں خصوصیت کے ساتھ کامیابی کا ذکر کیا گیا ہے۔

ایمان کے ساتھ رب کی بندگی اور خیر کے کاموں کا انجام دینا کامیانی کا ذریعہ ہے، اللہ کا فرمان ہے:

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا ارْكَعُوا وَاسْجُدُوا وَاعْبُدُوا رَبَّكُمْ وَافْعَلُوا الْخَيْرَ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُونَ

(الحج: 77)

ترجمہ: اے ایمان والو! رکوع سجدہ کرتے رہو اور اپنے پروردگار کی عبادت میں لگے رہو اور نیک کام کرتے رہو تاکہ تم کامیاب ہو جاؤ۔

اس آیت میں اللہ نے عبادت کا حکم دینے کے لئے تین کلمے ذکر کئے ہیں جن سے اللہ کی بندگی کی اہمیت تاکید کے ساتھ اجاگر ہوتی ہے، یہی وجہ ہے کہ قیامت میں نماز کی پوچھ بھی سب سے پہلے ہوگی اور جو نمازی ہوگا وہ نجات بھی پانے والا ہوگا۔ نبی ﷺ کا فرمان ہے:

إنَّ أوَّلَ ما يحاسبُ بِه العبدُ يومَ القيامةِ من عملِه صلاتُه فإن صلحت فقد أفلحَ وأنجحَ وإن فسدت فقد خابَ وخسرَ(صحيح الترمذي:413)

ترجمہ: قیامت کے روز بندے سے سب سے پہلے اس کی نماز کا محاسبہ ہو گا، اگر وہ ٹھیک رہی تو کامیاب ہو گیا، اور اگر وہ خراب نکلی تو وہ ناکام اور نامراد رہا۔

توبہ کرنے والا مومن کامیاب ہو گا، اللہ کا فرمان ہے: وَتُوبُوا إِلَى اللَّهِ جَمِيعًا أَيُّهَ الْمُؤْمِنُونَ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُونَ (النور: 31)

ترجمہ: اور اے ایمان والو! تم سب اللہ کی جناب میں توبہ کرو تاکہ تم کامیاب ہو سکو۔

تقوی سے متعلق اللہ بیان کرتا ہے: وَاتَّقُوا اللَّهَ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُونَ (البقرة: 189)

ترجمہ: اور تم اللہ سے ڈرتے رہو تاکہ تم کامیاب ہو سکو۔

اللہ تعالی تقوی، اعمال صالحہ اور عقیدہ صحیحہ والے مومنوں کے بارے میں ارشاد فرماتا ہے:

أُولَٰئِكَ عَلَىٰ هُدًى مِّن رَّبِّهِمْ ۖ وَأُولَٰئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُونَ (البقرة: 5)

ترجمہ: یہی لوگ اپنے رب کی طرف سے ہدایت پر ہیں اور یہی لوگ فلاح اور نجات پانے والے ہیں۔

نفس کا اخلاق رذیلہ اور دلوں کو شرک و معصیت کی آلائشوں سے پاک کرنا بھی کامیابی کا ذریعہ ہے، اللہ فرماتا ہے:

قَدْ أَفْلَحَ مَن تَزَكَّىٰ (الاعلی: 14) یعنی بے شک اس نے فلاح پائی جو پاک ہو گیا۔

خیر و بھلائی کا حکم دینے والے اور برائی سے روکنے والے بھی کامیاب ہیں، اللہ کا ارشاد ہے:

وَلْتَكُن مِّنكُمْ أُمَّةٌ يَدْعُونَ إِلَى الْخَيْرِ وَيَأْمُرُونَ بِالْمَعْرُوفِ وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنكَرِ ۚ وَأُولَٰئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُونَ (آل عمران:104)

ترجمہ: تم میں سے ایک جماعت ایسی ہونی چاہئے جو بھلائی کی طرف بلائے اور نیک کاموں کا حکم کرے اور برے کاموں سے روکے اور یہی لوگ فلاح و نجات پانے والے ہیں۔

نبی پر ایمان لانے والا، آپ کی حمایت و اتباع کرنے والا بھی کامیاب ہے، فرمان الٰہی ہے:

فَالَّذِينَ آمَنُوا بِهِ وَعَزَّرُوهُ وَنَصَرُوهُ وَاتَّبَعُوا النُّورَ الَّذِي أُنزِلَ مَعَهُ أُولَٰئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُونَ (الاعراف:157)

ترجمہ: جو لوگ اس نبی پر ایمان لاتے ہیں اور ان کی حمایت کرتے ہیں اور ان کی مدد کرتے ہیں اور اس نور کا اتباع کرتے ہیں جو ان کے ساتھ بھیجا گیا ہے ایسے لوگ پوری طرح فلاح پانے والے ہیں۔

جو اللہ کی راہ میں خرچ کرتا ہے اور نفس کی بخیلی سے بچتا ہے وہ بھی کامیاب ہے، اللہ کہتا ہے:

وَأَنفِقُوا خَيْرًا لِّأَنفُسِكُمْ ۗ وَمَن يُوقَ شُحَّ نَفْسِهِ فَأُولَٰئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُونَ (التغابن:16)

ترجمہ: اور اللہ کی راہ میں خیرات کرتے رہو جو تمہارے لئے بہتر ہے اور جو شخص اپنے نفس کی حرص سے محفوظ رکھا جائے وہی کامیاب ہے۔

کامیاب ہونے والے مومنوں کے،اوپر جو بھی اوصاف بیان کئے گئے ہیں وہ سب اعمال صالحہ سے متعلق ہیں یعنی ایمان کے ساتھ اعمال صالحہ کی انجام دہی کامیابی کا ذریعہ ہے ساتھ ساتھ ہر قسم کے محرمات سے بھی بچنا ہے اور محرمات سے بچنا کامیاب ہونے والوں کی صفت ہے،اللہ کا فرمان ہے:

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِنَّمَا الْخَمْرُ وَالْمَيْسِرُ وَالْأَنصَابُ وَالْأَزْلَامُ رِجْسٌ مِّنْ عَمَلِ الشَّيْطَانِ فَاجْتَنِبُوهُ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُونَ (المائدة:90)

ترجمہ: اے ایمان والو! بات یہی ہے کہ شراب اور جوا اور تھان اور فال نکالنے کے پانسے کے تیر یہ سب گندی باتیں، شیطانی کام ہیں،ان سے بالکل الگ رہو تاکہ تم فلاح یاب ہو سکو۔

ان باتوں کا خلاصہ یہ ہوا کہ جو اللہ پر ایمان لا کر اس کی بندگی کرے گا،اس کا تقوی اختیار کرے گا، ہدایت کے راستے پر گامزن رہے گا، توبہ کا التزام کرے گا، دلوں اور نفوس کو پاک کرے گا، امر بالمعروف و نہی عن المنکر کا فریضہ انجام دے گا،رسول کی حمایت و مدد اور ان کی پیروی کرے گا، اللہ کی راہ میں خرچ کرتا رہے گا اور ہر قسم کے منکرات وسیئات سے بچتا رہے گا ایسا آدمی اللہ کی نظر میں کامیاب ہے،آخرت میں اس کی نیکی کا پلڑا بھاری ہو جائے گا، جہنم سے بچا لیا جائے گا اور جنت میں داخل کیا جائے گا جو آخرت کی سب سے بڑی کامیابی ہے۔نیز جو ایمان میں داخل نہیں ہو گا یا برائے نام ایمان لا کر اعمال صالحہ سے دور ہو گا،رب کی بندگی نہیں کرے گا،کفر وعصیاں کی راہ چلے گا، فحش و منکرات کا ارتکاب کرے گا، حرام خوری اور حرام کاری میں ملوث ہو گا، دنیا میں ظلم وفساد اور لہو ولعب میں مگن

شیطانی چال ڈھال والا ہوگا ایسے لوگوں کو ان کے بائیں ہاتھ میں جہنم کا پروانہ ملے گا اور گھسیٹتے ہوئے جہنم کی آگ میں پھینک دیا جائے گا، دراصل یہی لوگ دنیا میں خود کو کامیاب کہلانے والے تھے مگر آخرت میں انہیں منہ کی کھانی پڑے گی اور اپنی ناکامی کا دن اور اس کی سزا بھگتنی پڑے گی۔

ایک آخری اور بہت اہم نکتہ بیان کرنا چاہتا ہوں کہ کیا اسلام دولت کمانے سے روکتا ہے ؟ کیا عہدو منصب حاصل کرنے سے منع کرتا ہے؟ کیا دنیاوی علوم کا حصول ممنوع ہے؟ کیا دنیاوی اور سائنسی ترقیوں میں مسلمان حصہ نہیں لے سکتے ہیں ؟ ان باتوں کا جواب یہ ہے کہ ہم دولت بھی کما سکتے ہیں، عہدہ و منصب بھی حاصل کر سکتے ہیں، عصری علوم سے فیضیاب بھی ہو سکتے ہیں اور ترقی یافتہ سے ترقی یافتہ انسان اور سائنس داں بن سکتے ہیں بس ہمیشہ یہ خیال رہے کہ ہم مسلمان ہیں، ایک مسلمان کی جو ذمہ داریاں ہیں وہ نبھا کر آپ دنیا کے وہ سارے کام کر سکتے ہیں جن سے اسلام نے ہمیں منع نہیں کیا ہے بلکہ ایک اچھا مسلمان چاہے تو تمام شعبہ حیات میں اپنی قوم کی مدد کر سکتا ہے مثلا ڈاکٹر غریب بیماروں کی مدد کر سکتا ہے، وکیل بے گناہ لوگوں کو بچا سکتا ہے اور سائنس داں مسلمانوں کے مفاد میں نئی سہولیات فراہم کر سکتا ہے وغیرہ۔

عموما لوگ دنیاوی کامیابیوں سے ڈھیر سارے پیسے کمانا چاہتے ہیں تاکہ عیش و عشرت کی زندگی گزار سکیں ۔ اسلام نے اپنے ماننے والوں کو دولت کمانے سے کبھی نہیں روکا ہے بلکہ اس کام پر ابھارا ہے اور تجارت کے اصول بتائے ہیں۔ حلال طریقے سے کوئی جس قدر دولت حاصل کرنا چاہے

اس میں کوئی برائی نہیں ہے۔ جیش عسرہ کی تیاری کے موقع پر عثمان رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ کی خدمت میں ایک ہزار دینار (چار کلو سے زائد سونے کی مقدار یعنی کروڑوں کی مالیت) پیش کئے تھے جس پر آپ نے فرمایا کہ آج کے بعد عثمان کو کوئی برائی نقصان نہیں پہنچائے گی۔ آخر اس قدر مال عثمان کے پاس کہاں سے آئے، یقیناوہ کمائے ہوں گے، رسول اللہ نے ان کو زیادہ مال سے منع نہیں کیا بلکہ زیادہ خرچ کرنے کی وجہ سے خوش ہوئے۔ آپ ذرا سوچیں مسلمان مال نہ کمائیں تو اسلام کا چوتھا رکن زکوۃ کا نظام کیسے قائم کیا جائے گا؟ فقراء، مساکین، محتاجوں، بے واؤں، یتیموں، مقروضوں اور ضرورتمندوں کی مدد کیسے کی جائے گی؟ مساجد کی کیسے تعمیر ہوگی، مدراس کیسے چلیں گے؟ جہاد پر کہاں سے خرچ کیا جائے گا اور علماء و مبلغین کی تنخواہ کا انتظام کیسے ہوگا؟ ان کے علاوہ بھی بہت سارے مالی مصارف ہیں۔ غرض یہ ہے کہ اسلام میں جائز طریقے سے پیسے کمانا کوئی معیوب نہیں ہے اور زیادہ سے زیادہ پیسے کمانے کے لئے بڑی سے بڑی ڈگری اور بڑا سے بڑا منصب حاصل کر سکتے ہیں بشرطیکہ آپ مسلمان رہیں، اسلام کا تقاضہ پورا کرتے رہیں اور مال کو مستحق حضرات میں بھی خرچ کرتے رہیں۔

****